السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

کیا مردے سنتے ہیں؟ (فتاویٰ الامارات :34)

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

غزوہ بدر میں جب اللہ تعالیٰ نے مشرکین کے سرداروں کو مارا تھا اور ان کو بدر کے کنویں میں پھینکا گیا تھا۔ تو نبی علیہ السلام لڑائی ختم ہونے کے بعد کنویں پر آکر کھڑے ہو کر ان مرے ہوئے کفار کے لوگوں کو نام لے لے کر پکار رہے تھے اور فرما رہے تھے:

"یا أہل القلیب ہل وجدتم ما وعدکم ربکم حقاً، فإني قد وجدت ما وعدني ربي حقاً" قال عمر یا رسول اللہ ما تکلم من أجساد لا أرواح لہا"

تحقیق میں نے برحق پایا جو مجھ سے میرے رب نے وعدہ کیا تھا۔ کیا تم نے بھی اپنے رب کے وعدے کو سچا پایا؟ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمانے لگے! اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایسے اجسام سے مخاطب ہیں کہ جن میں روحیں نہیں ہیں" تو حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس چیز کے بارے میں خبر دے رہے ہیں کہ جو چیز انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تربیت سے پائی تھی کہ مردے نہیں سنتے اور مزید یہ کہ اس کے لیے اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہی کافی ہے:

إِنَّكَ لا تُسمِعُ المَوتىٰ وَلا تُسمِعُ الصُّمَّ الدُّعاءَ إِذا وَلَّوا مُدبِرينَ ٨٠ ... سورة النمل

''بیشک آپ نہ مُردوں کو سنا سکتے ہیں اور نہ بہروں کو اپنی پکار سنا سکتے ہیں، جبکہ وہ پیٹھ پھیرے روگرداں جا رہے ہوں''

اور دوسرا فرمان:

وَما يَستَوِي الأَحياءُ وَلَا الأَمواتُ إِنَّ اللَّهَ يُسمِعُ مَن يَشاءُ وَما أَنتَ بِمُسمِعٍ مَن فِي القُبورِ ٢٢ ... سورة الفاطر

''اور زندہ اور مردے برابر نہیں ہوسکتے، اللہ تعالیٰ جس کو چاہتا ہے سنا دیتا ہے، اور آپ ان لوگوں کو نہیں سنا سکتے جو قبروں میں ہیں''

اسی لیے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا:

"ما أنتم بأسمع لما أقول منهم"

''کہ جو میں ان سے کہہ رہا ہوں وہ بات یہ لوگ تم سے زیادہ اچھی طرح سن رہے ہیں۔''

یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان مُردوں کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز سنوا دی۔ اس مفہوم کی مزید تاکید اس روایت سے بھی ہوتی ہے کہ جیسے حضرت اما احمد رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی صحیح سند کے ساتھ مسند احمد میں روایت کیا ہے۔ اس اضافہ کے ساتھ کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جو جواب دیا وہ سابقہ حدیث میں گزر چکا ہے۔ تو مطلب کے ساتھ کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جو جواب دیا وہ سابقہ حدیث میں گزر چکا ہے۔ تو مطلب اس حدیث کا یہ ہوا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس عبارت پر برقرار رہنے دیا کہ جو صحیح تھی لیکن اس میں ایک قید کا اضافہ کر دیا کہ یہ مُردے ابھی ان سے مستثنیٰ ہیں۔ اس لیے "صحیح بخاری" میں اسی قصہ میں یہ بات آئی ہے۔ اس طریق سے "قتادہ عن انس بن مالک قتادہ فرماتے ہیں۔ ان مُردوں کو اس وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے اللہ تعالیٰ نے زندہ کر دیا تھا تاکہ ان کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز سنوائی جائے۔ ذلیل کرنے اور حقیر کرنے کے لیے۔

ایک اور حدیث بھی "صحیح بخاری" میں آتی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"إذا وضع المیت فی قبرہ وانصرف الناس عنہ إنہ لیسمع قرع نعالہم وہم عنہ مدبرون"

کہ جب مردے کو قبر میں رکھ دیا جاتا ہے اور لوگ واپس پلٹتے ہیں تو البتہ وہ مردہ ان لوگوں کے جوتوں کی آواز سن رہا ہوتا ہے جبکہ وہ لوگ واپس جا رہے ہوتے ہیں۔ تو عام قاعدے سے اس کو مستثنیٰ کر دیا کہ مردے صرف اس" وقت سنتے ہیں کہ جب لوگ پلٹ کر جا رہے ہوتے ہیں۔ فقط۔ اور اس مسئلہ کا تعلق بھی غیبی امور کے ساتھ ہے۔ تو اس میں زیادہ بحث نہیں کی جا سکتی۔

ھذا ما عندی واللہ اعلم بالصواب

فتاویٰ البانیہ

غیب کے مسائل صفحہ:143

محدث فتویٰ